بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

اگر ایک ہی شے کو ایک شخص سیاہ کہے، دوسرا سپید، تیسرا زرد اور چوتھا سرخ، تو ممکن نہیں ہے کہ یہ چاروں معاً سچے ہوں۔ اگر ایک ہی فعل کو ایک برا کہتا ہے اور دوسرا اچھا، ایک اس سے منع کرتا ہے اور دوسرا اس کا حکم دیتا ہے، تو کسی طرح ممکن نہیں کہ دونوں کی رائے صحیح ہو، دونوں برحق ہوں اور دونوں امر و نہی کا کھلا ہوا اختلاف رکھنے کے باوجود اپنے حکم میں درست ہوں۔ جو شخص ایسے متضاد اقوال کی تصدیق کرتا ہے، اور ایسے متضاد احکام کو برحق قرار دیتا ہے، اس کا یہ فعل دو حال سے خالی نہ ہوگا۔ یا تو وہ سب کو خوش کرنا چاہتا ہے۔ یا اس نے اس مسئلہ پر سرے سے غور ہی نہیں کیا، اور بے سمجھے بوجھے رائے ظاہر کردی۔ بہر حال دونوں صورتیں عقل اور صداقت کے خلاف ہیں، اور کسی دانشمند اور حق پسند انسان کے لئے یہ زیبا نہیں کہ ان میں سے کسی وجہ سے بھی مختلف الخیال لوگوں کی تصدیق کرے۔

عموماً لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ دس مختلف خیالات رکھنے والے آدمیوں کے مختلف اور متضاد خیالات کو درست قرار دینا "رواداری" ہے۔ حالانکہ یہ دراصل رواداری نہیں، عین منافقت ہے۔ رواداری کے معنی یہ ہیں کہ جن لوگوں کے عقائد یا اعمال ہمارے نزدیک غلط ہیں، ان کو ہم برداشت کریں، ان کے جذبات کا لحاظ کرکے ان پر ایسی نکتہ چینی نہ کریں جو ان کو رنج پہنچانے والی ہو، اور انہیں ان کے اعتقاد سے پھیرنے یا ان کے عمل سے روکنے کے لئے جبر و اکراہ کا طریقہ نہ اختیار کریں۔ اس قسم کا تحمل، اور اس طریقہ سے لوگوں کو اعتقاد و عمل کی آزادی دینا، نہ صرف ایک مستحسن فعل ہے، بلکہ مختلف الخیال جماعتوں میں امن اور سلامتی کو برقرار رکھنے

کے لئے ضروری بھی ہے۔ لیکن اگر ہم خود ایک عقیدہ رکھنے کے باوجود محض دوسرے لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مختلف عقائد کی تصدیق کریں، اور خود ایک دستور العمل کے پیرو ہوتے ہوئے، دوسرے مختلف دستوروں کا اتباع کرنے والوں سے کہیں کہ آپ سب حضرات برحق ہیں، تو اس منافقانہ اظہار رائے کو کسی طرح بھی رواداری سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ مصلحۃً سکوت اختیار کرنے اور عمداً جھوٹ بولنے میں آخر کچھ تو فرق ہونا چاہئے۔

صحیح رواداری وہ ہے جس کی تعلیم اسلام نے ہم کو دی ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے کہ:۔

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ كَذَٰلِكَ زَيَّنَّا لِكُلِّ أُمَّةٍ عَمَلَهُمْ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّهِم مَّرْجِعُهُمْ فَيُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔ (۶: ۱۲)

یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر جن دوسرے معبودوں کو پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہو، کیونکہ اس کے جواب میں نادانی کے ساتھ ناحق یہ خدا کو گالیاں دیں گے۔ ہم نے تو اسی طرح ہر قوم کے لئے اس کے اپنے عمل کو خوشنما بنا دیا ہے پھر ان سب کو اپنے پروردگار کی طرف واپس جانا ہے وہاں ان کا پروردگار انہیں بتا دے گا کہ انہوں نے کیسے عمل کئے ہیں۔

وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (۶: ۲۵)

خدا کے نیک بندے وہ ہیں جو جھوٹ پر گواہی نہیں دیتے اور جب کسی نامناسب فعل کے پاس سے گذرتے ہیں تو خودداری کے ساتھ گذر جاتے ہیں۔

قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ۔ وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدتُّمْ وَلَا أَنتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ

اے محمد ان سے کہو کہ اے گروہ کفار! نہ میں ان معبودوں کو پوجتا ہوں جن کو تم پوجتے ہو اور نہ تم اس معبود کے پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں۔ اور آیندہ بھی نہ میں

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ (۱۰۹)

ان معبودوں کو پوجنے والا ہوں جن کو تم نے پوجا ہے، اور نہ تم اس معبود کو پوجنے والے ہو جس کو میں پوجتا ہوں، تمہارے لئے تمہارا دین ہے اور میرے لئے میرا دین۔

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ (۳۴:۲)

دین میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔

وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ـ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ (۶:۲۸)

وہ بدی کو نیکی سے دفع کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے رزق دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں اور جب کوئی نامناسب بات سنتے ہیں تو اس سے درگذر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ تم کو سلام ہے ہم جاہلوں سے کچھ غرض نہیں رکھتے

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ (۲:۴۲)

پس تم ان کو حق کی طرف دعوت دو اور حق پر جمے رہو جیسا کہ تم کو حکم دیا گیا ہے اور ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو اور کہو کہ اللہ نے جو کتاب اتاری ہے اس پر میں ایمان لایا اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمہارے درمیان انصاف کروں۔ اللہ ہمارا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی۔ ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔ ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی حجت نہیں۔ اللہ ہم سب کو قیامت میں جمع کرے گا اور اسی کی طرف واپس جانا ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔ (۱۲:۱۶)

اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ پند و نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان کے ساتھ اچھے طریقے سے مباحثہ کرو۔

یہی وہ رواداری ہے جو ایک حق پرست، صداقت پسند، اور سلیم الطبع انسان اختیار کر سکتا ہے۔ وہ جس مسلک کو صحیح سمجھتا ہے اس پر پختگی کے ساتھ قائم رہے گا، اپنے عقیدہ کا صاف صاف اظہار و اعلان کریگا، دوسروں کو اس عقیدہ کی طرف دعوت بھی دے گا، مگر کسی کی دل آزاری نہ کرے گا، کسی سے بدکلامی نہ کرے گا، کسی کے مسلک سے تعرض نہ کریگا، کسی کے معتقدات پر حملے نہ کرے گا، کسی کی عبادات اور اعمال میں مزاحمت نہ کریگا، کسی کو زبردستی اپنے مسلک پر لانے کی کوشش نہ کریگا۔ باقی رہا حق کو حق جانتے ہوئے حق نہ کہنا، یا باطل کو باطل سمجھتے ہوئے حق کہدینا، تو یہ ہرگز کسی سچے انسان کا فعل نہیں ہو سکتا، اور خصوصاً لوگوں کو خوش کرنے کے لئے ایسا کرنا تو نہایت مکروہ قسم کی خوشامد ہے۔ ایسی خوشامد نہ صرف اخلاقی حیثیت سے ذلیل ہے، بلکہ اس مقصد میں بھی کامیاب نہیں ہوتی جس کے لئے انسان اپنے آپ کو اس پست منزل تک گراتا ہے۔ قرآن کا صاف اور سچا فیصلہ ہے کہ :-

وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ۗ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَىٰ ۗ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُم بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (۲: ۱۴)

یہود اور نصاریٰ تجھ سے ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تو ان کی ملت کا پیرو نہ بن جائے گا۔ صاف کہدے کہ اللہ کا راستہ ہی سیدھا راستہ ہے۔ ورنہ اگر تو نے اس علم کے بعد جو تیرے پاس آیا ہے ان کی خواہشات کی پیروی کی تو کوئی حامی و مددگار تجھ کو خدا سے بچانے والا نہ ہوگا۔

جھوٹی رواداری کا اظہار تو خیر سیاسی اغراض کے لئے کیا جاتا ہے، اور اس دور میں یہ جائز ہے کیونکہ مغربی ارباب سیاست کی کوششوں سے، مدت ہوئی کہ اخلاق اور سیاست کے درمیان مفارقت کرادی گئی ہے۔ لیکن افسوس کے قابل ان "محققین" کا حال ہے، جو عقل کو سوچنے، اور فکر کو حرکت کرنے کی زحمت دیے بغیر اپنی مذہبی تحقیقات کا یہ عجیب نتیجہ ظاہر فرمایا کرتے ہیں کہ "تمام مذاہب برحق ہیں"۔ یہ جملہ اکثر ان لوگوں کی

زبان سے سنا جاتا ہے۔ جن کا دعویٰ ہے کہ ہم کوئی بات زبان سے نہیں نکالتے اور نہ تسلیم کرتے ہیں۔ جب تک کہ اس کو میزان عقل میں تول نہ لیں لیکن میزان عقل کا حال یہ ہے کہ وہ ان کی اس تحقیق انیق کو پرکاہ کے برابر بھی وزن دینے کے لئے آمادہ نہیں ہے۔ جن مذاہب کو معاً برحق ہونے کی سند عطا کی جاتی ہے، ان کے اصول میں سیاہ اور سپید کا کھلا ہوا تخالف موجود ہے۔ ایک کہتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ دوسرا کہتا ہے دو ہیں، چوتھا کہتا ہے بہت سی قوتیں خدائی میں شریک ہیں، پانچویں کی تعلیم میں سرے سے خدا کا تصور ہی موجود نہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ پانچوں سچے ہوں؟ ایک انسان کو خدائی کے مقام میں لے جاتا ہے، دوسرا خدا کو کھینچ کر انسانوں کے بیچ میں اتار لاتا ہے، تیسرا انسان کو عبد اور خدا کو معبود قرار دیتا ہے، چوتھا عبد اور معبود دونوں کے تخیل سے خالی ہے۔ کیا صداقت میں ان چاروں کے لئے اجتماع کی گنجائش نکل سکتی ہے؟ ایک نجات کو صرف عمل پر موقوف رکھتا ہے، دوسرا نجات کے لئے صرف ایمان کو کافی سمجھتا ہے، تیسرا ایمان اور عمل دونوں کو نجات کے لئے شرط قرار دیتا ہے۔ کیا یہ تینوں بیک وقت صحیح ہوسکتے ہیں؟ ایک نجات کی راہ دنیا اور اس کی زندگی سے باہر نکالتا ہے۔ دوسرے کے نزدیک نجات کا راستہ دنیا اور اس کی زندگی کے اندر سے گذرتا ہے۔ کیا یہ دونوں راستے یکساں درست ہوسکتے ہیں؟ ایسے متضاد امور کو صداقت کی سند عطا کرنے والی شے کا نام اگر عقل ہے، تو پھر جمع بین الاضداد کو محال قرار دینے والی شے کا نام کچھ اور ہونا چاہئے۔

مذاہب میں جو تصورات مشترک نظر آتے ہیں، افسوس کہ سطحی نظر رکھنے والے ان کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش نہیں کرتے، اور محض سطح پر نگاہ ڈال کر، چند غلط مقدمات کو غلط طریقے سے ترتیب دے کر غلط نتائج نکال لیتے ہیں حالانکہ دراصل یہ اشتراک ایک اہم حقیقت کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ وہ پتہ دیتا ہے کہ درحقیقت یہ تمام مذاہب ایک ہی اصل سے نکلے ہیں۔ ان تمام تصورات اور تعلیمات کا مبدأ ایک ہے۔ کوئی ایک ذریعۂ علم ہے جس نے انسان کو مختلف ممالک، اور مختلف زمانوں میں، ان مشترک صداقتوں سے روشناس کیا۔

کوئی ایک بصیرت ہے جو مشرق و مغرب کا بعد رکھنے والے اور سینکڑوں ہزاروں برس کا فصل رکھنے والے لوگوں کو حاصل ہوئی، اور اس بصیرت سے وہ سب کے سب ایک ہی قسم کے نتائج تک پہنچے لیکن مذاہب جب اپنی اصل اور اپنے مبدأ سے دور ہوگئے تو ان میں کچھ خارجی تصورات، اور اجنبی معتقدات و تعلیمات نے راہ پائی، اور چونکہ یہ بعد والی چیزیں اس مشترک مبدأ، اور مشترک بصیرت سے ماخوذ نہ تھیں، بلکہ مختلف طبائع، مختلف رجحانات، اور مختلف علمی و عقلی مراتب رکھنے والے انسانوں کی طبعزاد تھیں، اس لئے انہوں نے ان مشترک بنیادوں پر جو عمارتیں تعمیر کیں وہ اپنے نقشوں اور اپنی وضع و ہیئت میں بالکل ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔

پس حق اور صدق کا حکم اگر لگایا جاسکتا ہے تو اس اصل مشترک پر لگایا جاسکتا ہے جو تمام مذاہب میں پائی جاتی ہے، نہ کہ ان مختلف تفصیلی صورتوں اور ہیئتوں پر جن میں موجودہ مذاہب پائے جاتے ہیں کیونکہ حق ایک جنس بسیط ہے۔ اس کے افراد میں اختلاف نہیں ہوسکتا جس طرح ہم سیاہ اور سپید، سرخ اور سبز پر لفظ "رنگ" کا اطلاق یکسانی کے ساتھ کرتے ہیں، اس طرح خدا ایک ہے، اور خدا دو ہیں، اور خدا کروڑوں ہیں کے مختلف احکام پر لفظ "حق" کا اطلاق نہیں کرسکتے۔

یہ بات کہ تمام مذاہب کی اصل ایک ہے، اور ایک ہی صداقت ہے جو مختلف قوموں پر مختلف زمانوں میں ظاہر کی گئی قرآن مجید میں صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ اس کتاب میں بار بار کہا گیا ہے کہ ہر قوم میں خدا کے رسول اور پیغام بر آئے ہیں۔ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا (۱۶: ۵) وَإِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ (۳۵: ۳) یہ تمام انبیاء اور رسل ایک ہی سرچشمے سے صداقت کا پیغام حاصل کرتے تھے۔ جَاءُوا بِالْبَيِّنَاتِ وَالزُّبُرِ وَالْكِتَابِ الْمُنِيرِ (۳: ۱۹) لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ (۵۷: ۳) ان سب کا پیغام ایک ہی تھا، اور

اور وہ یہ تھا کہ :۔

اَنِ اعْبُدُوا اللّٰہَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (۶ : ۵) خدا کی پرستش کرو اور تمام باطل معبودوں کو چھوڑ دو۔

سب پر خدا کی طرف سے ایک ہی وحی آئی تھی :۔

وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنَا فَاعْبُدُوْنِ (۲ : ۲۱) اے محمد تم سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا ہے اس کی طرف یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے لہٰذا تم میری ہی عبادت کرو۔

ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ جو کچھ ہم پیش کر رہے ہیں وہ ہماری اپنی عقل و فکر کا نتیجہ ہے، بلکہ سب یہی کہتے رہے کہ یہ سب خدا کی طرف سے ہے :۔

وَمَا كَانَ لَنَا اَنْ نَاْتِيَكُمْ بِسُلْطَانٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا۔ (۱۴ : ۲) ہم یہ قدرت نہیں رکھتے کہ خدا کے اذن کے بغیر کوئی حجت لا سکیں جو ایمان لانے والے ہیں وہ تو خدا ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں اور ہم کیوں نہ خدا پر بھروسہ رکھیں جبکہ اسی نے ہم کو ہدایت بخشی ہے ۔

پھر ان میں سے کسی نے یہ بھی نہیں کہا کہ تم ہماری بندگی کرو، بلکہ سب یہی کہتے رہے کہ خدا پرست بن جاؤ

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ (۳ : ۸) کسی بشر کا یہ کام نہیں کہ اللہ جب اس کو کتاب اور حکم اور نبوت عطا کرے تو وہ لوگوں سے کہے کہ تم خدا کے بجائے میرے بندے بن جاؤ بلکہ وہ تو یہی کہیگا کہ خدا پرست بنو

یہ تھی وہ مشترک تعلیم جو تمام قوموں کو ان کے مذہبی رہنماؤں نے دی تھی ۔

قرآن کا بیان ہے کہ اول اول تمام انسان ایک ہی امت تھے اور ایک ہی دین کے

پیرو تھے، پھر انہوں نے اپنے الگ الگ مذہب نکال لئے اور مختلف فرقوں میں بٹ گئے، اور یہ تفرقہ اس وقت ہوا جب کہ ان کے پاس علم آچکا تھا۔ پھر اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے انبیاء کتابیں اور کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے۔ مگر اختلاف دور نہ ہوا۔ صرف ایک گروہ جو انبیاء پر ایمان لایا اور ان کی تعلیم پر قائم رہا، اس نے ہدایت پائی، اور باقی سب مختلف گروہ گمراہی میں مبتلا ہو گئے۔

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا (۱۰: ۲)

لوگ دراصل ایک ہی امت تھے۔ پھر مختلف ہو گئے۔

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (۲: ۲۶)

لوگ پہلے ایک ہی امت تھے۔ (پھر ان میں اختلاف ہوا) پھر اللہ نے نبیوں کو بھیجا جو بشارت دینے والے اور متنبہ کرنے والے تھے اور ان کے ساتھ حق کے ساتھ کتاب اتاری تاکہ لوگوں کے درمیان اس امر میں فیصلہ کرے جس میں انہوں نے اختلاف کیا تھا۔ اور یہ اختلاف ان لوگوں نے آپس کی ضد سے کیا تھا جن کے پاس پہلے کتاب آچکی تھی اور کھلی کھلی دلیلیں دی جا چکی تھیں۔ پھر جو لوگ ایمان لائے ان کو اللہ نے اس حق کی راہ دکھا دی جس میں لوگوں نے اختلاف کیا تھا اور اللہ جس کو چاہتا ہے راہ راست کی طرف ہدایت بخشتا ہے۔

پھر قرآن کہتا ہے کہ "اسلام" وہی اصل دین ہے جس کو ابتدا سے تمام قوموں میں تمام انبیاء پیش کرتے رہے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نیا پیغام لے کر نہیں آئے تھے جو پہلے کبھی نہ پیش کیا گیا ہو۔

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ (۴۶ : ۱) بلکہ آپ کا پیغام وہی ہے جو ہر نبی نے ہر قوم تک ہر زمانے میں پہونچایا ہے ۔ اِنَّا اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ كَمَا اَوْحَيْنَا اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْ بَعْدِهٖ (۴ : ۱۶۳) اس پیغام سے عرب، مصر، ایران، ہندوستان، چین، جاپان، امریکہ، یورپ، افریقہ، غرض کوئی سرزمین محروم نہیں رکھی گئی ۔ سب جگہ اللہ کے رسول اللہ کی کتابیں لے کر آئے ہیں، اور بہت ممکن ہے کہ بودھ، کرشن، رام، کنفیوشس، زردشت، مانی، سقراط، فیثاغورس وغیرہم انہی رسولوں میں سے ہوں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن میں فرق یہ ہے کہ ان کی اصل تعلیمات لوگوں کے اختلافات میں گم ہو گئیں اور آنحضرت نے جو کچھ پیش فرمایا وہ اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے ۔

پس حقیقت یہ ہے کہ "اسلام" مذاہب میں سے ایک مذہب نہیں ہے، بلکہ نوع انسانی کا اصل مذہب یہی ہے، اور باقی مذاہب اسی کی بگڑی ہوئی شکلیں ہیں ۔ مذاہب میں جو کچھ "حق" اور "صدق" پایا جاتا ہے وہ اسی اصل "اسلام" کے بچے کھچے اثرات ہیں جو اختلافات کے باوجود باقی رہ گئے ہیں، اور جس مذہب میں اس باقی ماندہ حق کی مقدار جتنی زیادہ ہے، اس میں اتنا ہی زیادہ "اسلام" موجود ہے ۔ رہے وہ اختلافات جو اصل "اسلام" کے خلاف ہیں، تو وہ سب یقیناً باطل ہیں، اور ان پر "حق" کا حکم لگانا صریح ظلم ہے ۔

اسلامی تہذیب اور اس کے اصول و مبادی

(۱۳)

ایمان

۴ - ایمان بالکتب

اسلام کی اصطلاح میں "کتاب" سے مراد وہ کتاب ہے جو بندوں کی رہنمائی کے لئے اللہ کی طرف سے رسول پر نازل کی جاتی ہے۔ اس مفہوم کے لحاظ سے کتاب گویا اسی پیغام کا سرکاری بیان (Official VERSION) یا اسلامی اصطلاح کے مطابق "الٰہی کلام" ہے، جسے لوگوں تک پہنچانے، اور جس کی توضیح و تشریح کرنے، اور جس کو عمل کا جامہ پہنانے کے لئے پیغمبر دنیا میں بھیجا جاتا ہے۔ یہاں اس بحث کا موقع نہیں کہ "کتاب" کس معنی میں اللہ کا کلام ہے، اور اس کے کلام اللہ ہونے کی کیفیت کیا ہے؟ یہ خالص الٰہیات کی بحث ہے جس کا اس مضمون سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم کو اس پر صرف اس پہلو سے نظر ڈالنی ہے کہ تہذیب اسلامی کی تاسیس میں ایمان بالکتب کا کیا حصہ ہے؟ اور اس کے لئے صرف اتنا جان لینا کافی ہے کہ پیغمبر کے ذریعہ سے جو تعلیم بندوں کو دینی مقصود ہے اس کے اصول اور امہات مسائل، خاص خدا کی طرف سے پیغمبر کے دل پر القا ہوتے ہیں، اس کے الفاظ اور معانی دونوں میں پیغمبر کی اپنی عقل و فکر، اس کے ارادے، اور اس کی خواہش کا ذرہ برابر دخل نہیں ہوتا، اس لئے وہ لفظاً اور معنیً خدا کا کلام ہوتا ہے نہ کہ پیغمبر کی تصنیف۔ پیغمبر اس کلام کو ایک امانت دار قاصد کی حیثیت سے خدا کے بندوں تک پہنچا دیتا ہے۔ پھر خدا کی عطا کی ہوئی بصیرت سے اس کے معانی اور مطالب کی تشریح کرتا ہے، انہی الٰہی اصولوں پر اخلاق، معاشرت، تہذیب اور تمدن کا نظام قائم کرتا ہے، اپنی تعلیم و تلقین اور اپنی پاکیزہ سیرت سے لوگوں